قرآن کریم سے دوری کا انجام!

انتخاب: حافظ خرم شہزاد، گوجرانوالہ

حضرت مولانا احمد علی لاہوری رحمۃ اللہ علیہ کا آخری دورۂ تفسیر کے علماء سے آخری خطاب

بسم اللہ الرحمٰن الرحیم . الحمد للہ وکفٰی وسلامٌ علٰی عبادہ الذین اصطفٰی، أما بعد:

’’يٰۤاَيُّهَا الرَّسُوْلُ بَلِّغْ مَاۤ اُنْزِلَ اِلَيْكَ مِنْ رَّبِّكَ ؕ وَاِنْ لَّمْ تَفْعَلْ فَمَا بَلَّغْتَ رِسَالَتَهٗ ؕ وَاللّٰهُ يَعْصِمُكَ مِنَ النَّاسِ ؕ اِنَّ اللّٰهَ لَا يَهْدِى الْقَوْمَ الْكٰفِرِيْنَ ‘‘

ترجمہ: ’’اے رسول صلی اللہ علیہ وسلم! جو تجھ پہ تیرے رب کی طرف سے اُترا ہے، اُسے پہنچا دیجیے اور اگر آپ نے ایسا نہ کیا تو اس کی پیغمبری کا حق ادا نہیں کیا اور اللہ تعالیٰ آپ کو لوگوں سے بچائے گا بیشک اللہ تعالیٰ کافروں کی قوم کو ہدایت نہیں کرتا۔‘‘

اب سندیں دینے کا وقت آگیا ہے، لیکن سندیں دینے سے پہلے کچھ باتیں عرض کردیتا ہوں۔غور سے سنیں! ہر قوم کے پاس کوئی نہ کوئی قانون ہوتا ہے، مگر اس وقت ساری دنیا میں سوائے مسلمانوں کے اور کسی کے پاس الہامی کتاب موجود نہیں ہے۔ اور مسلمانوں کے پاس جو دستور العمل ہے، اس کا نام قرآن مجید ہے۔ قرآن مجید اصل ہے اور حدیث شرح ہے۔ قرآن مجید سمجھنے کے لیے حدیث کی ضرورت ہے۔ قرآن مجید لاء (قانون) ہے اور حدیث شریف بائی لاز ہیں، اسی لیے تو میں کہا کرتا ہوں جو منکرِ حدیث ہے وہ منکرِ قرآن ہے اور جو منکرِ قرآن ہے، وہ خارج از اسلام یعنی بے ایمان ہے۔

قرآن مجید ایک ایسی کتاب ہے جس پر ساڑھے تیرہ سو سال گزرنے کے باوجود اس کے عجائبات ختم نہیں ہوئے اور اس میں جواہرات اتنے ہیں کہ ہر ایک کی رسائی نہیں ہوسکتی، ہر ایک کو بقدرِ ہمت حصہ ملتا ہے۔ اور خدا تعالیٰ کے فضل وکرم سے جتنا خدا کسی کو چاہتا ہے قرآن مجید کا فہم دیتا ہے: ذٰلِكَ فَضْلُ اللّٰهِ

یُؤۡتِیۡهِ مَنۡ یَّشَاۗءُ۔ یہ قرآن مجید پورا دینی و دنیوی دستور العمل ہے، اگر مسلمان صحیح معنوں میں اس پر عمل کریں تو دنیا میں کوئی قوم کسی حیثیت سے اُن کا مقابلہ نہیں کرسکتی، مگر افسوس اب تو مسلمانوں کے دلوں سے اس کتابِ عزیز کی وقعت ہی نکل گئی ہے، اور اس کا احساس بھی نہیں ہے:

وائے ناکامی متاعِ کارواں جاتا رہا
کارواں کے دل سے احساسِ زیاں جاتا رہا

اور عام لوگوں کو تو رہنے دیجیے، آج کل کے علماء جب مدارس سے فارغ ہوتے ہیں تو صرف، نحو، منطق، فلسفہ میں اپنی تمام عمریں صرف کردیتے ہیں اور قرآن کے لیے بہت کم لوگوں کا خیال ہوتا ہے اور یہی وجہ ہے کہ عوام اس مبارک کتاب سے دور بھاگتے جارہے ہیں، وہ سمجھتے ہیں کہ یہ ایک پرانی کتاب ہے، واقعات ہیں اور بس! حالانکہ یہ قرآن مجید تمام اقوام اور زمانوں کے لیے ہے۔ آج کل چاہیے تو یہ کہ جو امراض مسلمانوں میں پیدا ہوچکے ہیں، ان کا حل قرآن وحدیث میں تلاش کیا جائے اور واقعاتِ خصوصی کو عام انداز میں پیش کیا جائے اور ان نقائص سے بچنے کی تلقین کی جائے، جن کی وجہ سے سابقہ قوموں کو عذاب کا مزا چکھنا پڑا، جیسا کہ میں نے اب آپ کو قرآن مجید پڑھایا ہے۔ اس میں دینی و دنیاوی تمام مسائل موجود ہیں۔ معاشرتی، اقتصادی، سیاسی ہر قسم کے قوانین موجود ہیں، اسی لیے آج کل علماء کے لیے الاعتبار والتأویل ضروری ہے، تاکہ قرآن مجید صرف ایک وظیفہ کی کتاب نہ رہ جائے۔

یہ ابتدائی تمام علوم خادمِ قرآن ہیں، مقصود بالذات نہیں ہیں۔ مقصود بالذات صرف قرآن مجید ہے، اور اس کی شرح حدیث شریف ہے۔ میں آپ سب کو نصیحت کرتا ہوں: اپنی اپنی جگہ جاکر قرآنی علوم کی نشر و اشاعت کو اپنے ذمہ ضروری ٹھہرالو اور یہی نصب العین حیات بنالو! آپ حضرات نے اپنی عمر کے دس دس، بارہ بارہ سال منطق وفلسفہ پر صرف کردیے ہیں، مگر قرآن مجید میں غور وفکر نہیں کیا۔ اب جو چیزیں میں نے آپ کو بتلائی ہیں، کیا پہلے آپ کو ان کا علم تھا؟ یہ بھی اللہ تعالیٰ کا فضل ہے کہ آپ حضرات کو یہاں آنے کی توفیق دی اور مجھے پڑھانے کی۔ میں نے دس سال حضرت (مولانا عبید اللہ) سندھی رحمۃ اللہ علیہ سے قرآن مجید پڑھا، انھوں نے مجھ سے وعدہ لیا تھا کہ میں اپنی تمام زندگی قرآن میں صرف کردوں گا اور اسی کو اپنا نصب العین بناؤں گا۔

(ہفت روزہ ترجمانِ اسلام، ۱۹۷۱ء)